باب#۱۰۸

یثرب کی جانب رواں، قبا میں قیام!

یثرب میں داخل ہوتے ہی مکی دور اپنے اختتام کو پہنچ گیا!

۱۹۵ زبیرؓ بن العوام سے ملاقات

۱۹۵ سترّ سواروں کے ساتھ بُریدہ بن خصیب اسلمی کا قبولِ اسلام

۱۹۶ ایک گزرتے ہوئے جِن کے اشعار

۱۹۷ قبا میں تشریف آوری

۱۹۹ قبا پہنچنے پر نبی ﷺ کا پہلا عام خطاب اور ایک یہودی عالم کا قبولِ اسلام

۲۰۱ قباء میں لگے دربارِ نبوت میں سلمان فارسیؓ کا آنا اور قبولِ اسلام

۲۰۳ قباء میں مسجد کی تعمیر

۲۰۴ قبا سے روانگی اور یثرب میں داخلہ

اُمِّ معبدؓ کے لفظوں میں بیان کی گئی رسول اللہ ﷺ کی ایک تصویر

پاکیزہ رو،

- کشادہ چہرہ،
- پسندیدہ خو
- نہ پیٹ باہر کو نکلا ہوا نہ سر کے بال گرے ہوئے،
- زیبا، صاحب جمال،
- آنکھیں سیاہ و فراخ،
- بال لمبے اور گھنے،
- آواز میں بھاری پن،
- بلند گردن،
- روشن مردمک،
- سرگیں چشم،
- باریک و پیوستہ ابرو،
- سیاہ گھنگریالے بال،
- خاموش وقار کے ساتھ،
- گویا دل بستگی لیے ہوئے،
- دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دلفریب،
- قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین،
- شیریں کلام،
- واضح الفاظ،
- کلام کمی و بیشی الفاظ سے مبرّا،
- تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی،
- میانہ قد کہ کوتاہی نظر سے حقیر نظر نہیں آتے،
- نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی،
- زیبندہ نہال کی تازہ شاخ،
- زیبندہ منظر والا قد،
- رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں،
- جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں،
- جب حکم دیتا تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں،
- مخدوم،
- مطاع،
- نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو"
- (زاد المعاد، جلد دوم، رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان منصورپوری)

باب#۱۰۸

یثرب کی جانب رواں، قبا میں قیام!

یثرب میں داخل ہوتے ہی مکی دور اپنے اختتام کو پہنچ گیا!

۱۸ ستمبر ۶۲۲ء ہفتہ

زبیرؓ بن العوام سے ملاقات

ایک تجارتی قافلہ زبیرؓ بن العوام کی قیادت میں شام سے واپس مکہ جاتے ہوئے راہ میں ملا۔ زبیرؓ نے اپنے نبیؐ اور اپنے اور اپنے نبی کے خسر ابو بکرؓ صدیق کی خدمت میں سفید کپڑوں کا ایک جوڑا پیش کیا اور کہا کہ قافلے اور مال کو مکہ پہنچا کر میں بھی ہجرت کر کے مدینے آجاؤں گا۔ کچھ دیگر شاذ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کارواں کو آتے دیکھ کر فکر مندی ہوئی جو خوشی میں بدل گئی، یہ قافلہ شام سے آرہا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے رشتے کے بھائی طلحہؓ کا تھا۔ قافلہ شام سے کپڑا اور دوسرا بیش قیمت سامان لے کر آرہا تھا۔ راستے میں اس قافلے نے یثرب میں قیام کیا تھا۔ قافلے والوں نے بتایا کہ نخلستان [یثرب] کے لوگ بڑی بے چینی سے آپ حضرات کے وہاں پہنچنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جُدا ہوتے وقت طلحہؓ نے دونوں حضرات کو عمدہ سفید شامی کپڑوں کا ایک، ایک جوڑا ہدیتاً پیش کیا، یہ قیمتی کپڑے وہ قریش کے امیر لوگوں کے ہاتھ عمدہ داموں فروخت کرنے کے لیے لائے تھے۔

۱۹ ستمبر ۶۲۲ء اتوار

ستّر سواروں کے ساتھ بُریدہ بن خصیب اسلمی کا قبولِ اسلام

آگے راہ میں بنی اسلم کا سردار بُریدہ بن خصیب اسلمی ملا جس کے ساتھ ستر (۷۰) آدمی تھے۔ بُریدہ اسلمی آپؐ دونوں صاحبان کی گرفتاری پر قریش سے دو سو اونٹ کے انعام حاصل کرنے کی دُھن میں نکلا ہوا تھا، جب اُس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، تو آپؐ نے فرمایا: اے جوان تجھے اسلام سے بڑا سہم (حصّہ) مل گیا، [یاد رہے کہ بُریدہ اسلمی قبیلہ بنی اسلم کے خاندان سہم سے تعلق رکھتا تھا،] ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو اور شیریں کلامی سے بُریدہ بہت متاثر ہوا اور دو سو اونٹوں کے متوقع انعام کو اللہ کی خاطر چھوڑ کر اپنے تمام ستر (۷۰) ساتھیوں سمیت نہ صرف دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا بلکہ آپؐ کے ساتھ یثرب کی جانب شریک

سفر ہو گیا، قبا کے قریب، جب یہ قافلہ پہنچا تو بُریدہ نے نبی ﷺ کے سامنے تجویز پیش کی کہ

قافلۂ نبوت کے ساتھ آپؐ کا پرچم بھی ہونا چاہیے،

نبی ﷺ نے تجویز کو معقول جانا اور

عمامہ اتار کر، اُسے اپنے ہاتھ سے نیزہ پر باندھا اور بطور پرچم بُریدہ کو عطا فرما دیا،

واہ بُریدہ تم کیسے نصیبے والے نکلے!

واہ بُریدہ کیا تمثیل تم پر منطبق ہوتی ہے کہ آگ لینے جاؤ اور نبوت مل جائے؛

تم تو نبیؐ کے خون کے پیاسوں سے دو سو اونٹوں کے عوض محمد ﷺ کو پکڑنے نکلے تھے اور

اب تم محمد ﷺ کے پہلے قافلے کے پہلے علم بردار ہو!

واہ، وا، واہ!! بُریدہ اسلمی نے اسلام کا پہلا پرچم ہوا میں لہرایا

اور کاروانِ نبی ﷺ کے علم بردار کی حیثیت سے آگے آگے چلنے لگا۔

ایک گزرتے ہوئے جِن کے اشعار

ادھر مکّے میں ایک آواز اُبھری جسے لوگ سن رہے تھے مگر بولنے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ جو بول سُنائی دیے وہ یہ تھے:

جزى الله رب العرش خير جزائه رفيقين حلا خيمتي أم معبد	"اللہ رب العرش ان دو رفیقوں کو بہتر جزا دے جو اُمّ معبد کے خیمے میں نازل ہوئے۔
هما نزلا بالبر وارتحلا به وأفلح من أمسى رفيق محمد	وہ دونوں خیر کے ساتھ اترے اور خیر کے ساتھ روانہ ہوئے اور جو محمد ﷺ کا رفیق ہوا وہ کامیاب ہوا۔
فيا لقصي ما زوى الله عنكم به من فعال لا يجازى وسودد	ہائے قصی! اللہ نے اس کے ساتھ کتنے بے نظیر کارنامے اور سرداریاں تم سے سمیٹ لیں۔
ليهن بني كعب مكان فتاتهم ومقعدها للمؤمنين بمرصد	بنو کعب کو ان کی خاتون کی قیام گاہ اور مومنین کی نگہ داشت کا پڑاؤ مبارک ہو۔
سلوا أختكم عن شأتها وإنائها فإنكم إن تسألوا الشاة تشهد	تم اپنی خاتون سے اس کی بکری اور برتن کے متعلق پوچھو۔ تم خود بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماءؓ کہتی ہیں: ہمیں ہرگز معلوم نہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کس طرف گئے ہیں، مگر ایک جن زیرین مکہ سے یہ اشعار پڑھتا ہوا آیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اس کی آواز سن رہے

تھے لیکن خود اسے نہیں دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بالائی مکہ سے نکل گیا، وہ کہتی ہیں کہ جب ہم نے اس کی بات سنی تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپؐ کا رُخ یثرب کی جانب ہے۔

چلتے چلتے، رواں دواں آپؐ کو مکہ سے نکلے ہوئے گیارہ دن مکمل ہو چکے تھے اور اب طلوعِ فجر کے بعد بارہواں دن شروع ہو گیا، وادی کو پار کرتے ہوئے وہ سخت ناہموار چٹانوں پر چڑھے، چوٹی پر پہنچنے سے قبل ہی سورج اوپر آ گیا اور گرمی شدید ہو گئی۔ قباء کی وادی قریب آ لگی ہے، سفر جاری رہا، چوٹی پر پہنچنے پر دیکھا کہ نشیب میں میدان ہے، یہ تو وہی جگہ ہے جو ہجرت کے لیے آپؐ کو خواب میں دکھائی گئی تھی، "سیاہ چٹانوں کے دو قطعات کے درمیان ایسی سرزمین جسے خوب سینچا گیا تھا"۔ اب تو وفور شوق کے مارے رکنا ہی نہیں تھا۔ یہاں کیا ٹھہرنا؟ پہلے ہی کافی دیر ہو چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے رفیق اور اس سفرِ ہجرت کے منتظم، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ضرور سوچ رہے ہوں گے کہ لوگ ہماری آمد کے لیے بے تاب ہوں گے اور تاخیر سے اُن کو پریشانی ہو رہی ہو گی، جیسے کسی بھی مہمان کی متوقع آمد میں بہت زیادہ تاخیر پر ہو جاتی ہے۔ عام حالات اور گزشتہ معمول کے مطابق کوئی اور دن ہوتا تو تو آپؐ اِس گرمی میں سفر کرنے سے احتراز کرتے لیکن مبارک و باہمت مسافروں نے اپنے اور یثرب کے درمیان آخری پہاڑی کو عبور کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۰ ستمبر ۶۲۲ء پیر

قبا میں تشریف آوری

۸، ربیع الاول [۲۰ ستمبر ۶۲۲ء] کو رسول اللہ ﷺ، ٹیکا ٹیک دوپہر میں گرمی کے عالمِ شباب میں قبا میں داخل ہوئے۔ کل، آنے والے روز آپؐ کی تاریخ پیدائش تھی۔ آج کے دن آپؐ کی عمر پورے ترپن برس ہو گئی تھی [کل سے حیاتِ طیبہ کا ۵۴ واں برس ہے] اور آپ ﷺ کی بعثت پر گزشتہ روز ے ربیع الاوّل کو ٹھیک تیرہ سال پورے ہوئے تھے، آج سے آپؐ کی حیاتِ مبارکہ کا ۵۴ واں برس شروع ہو رہا تھا۔ البتہ جیسا کہ قرآن کا نزول بعثت کے چھ مہینے بعد رمضان میں شروع ہوا تو نزولِ قرآن کے تیرہ برس پورے ہونے میں ابھی رمضان کی ۲۱ ویں شب کا انتظار ہے۔

یثرب کے مسلمانوں نے مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر سن لی تھی۔ اس لیے گزشتہ چند دن [اغلباً تین، چار روز سے] سے یہ معمول تھا کہ قباء اور گرد و نواح کے دیہاتوں میں بسنے والے لوگ اور یہاں

موجود پہلے سے آئے ہوئے مہاجرین روزانہ صبح ہی صبح بعد فجر آپؐ کی متوقع آمد کے راستے کی طرف آپؐ کے استقبال کے لیے نکل جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اُنھیں اندازہ نہیں تھا کہ آپؐ سفر ہجرت کے آغاز ہی میں تین دن غارِ ثور میں قیام کی بنا پر تاخیر کا شکار ہو چکے ہیں اور پھر سارا سفر بچتے بچاتے طویل مسافتوں والے پُر پیچ رستوں پر ہوا، اس وجہ سے مجموعی طور پر چار دن زیادہ لگ گئے اور آپؐ بارہویں روز قبا پہنچ پائے، وگرنہ ایک مسافر مکے سے قبا تک عام طور پر ساتویں آٹھویں روز پہنچ جاتا تھا۔

استقبال کے لیے آنے والے لوگ کھیتوں اور باغات سے ایک طرف، آتش فشانی چٹانوں کے سلسلے سے تھوڑے فاصلے پر رک کر اللہ کے رسول ﷺ کی راہ تکتے رہتے۔ جب دن چڑھتا اور دھوپ سخت ہو جاتی تو واپس پلٹ آتے۔ ایک روز طویل انتظار کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس پہنچ چکے تھے کہ نیلی اور کالی آتش فشانی چٹانوں کی ڈھلانوں سے چار مسافروں [رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن اریقط اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ] نے اترنا شروع کیا تو ایک یہودی، جو اپنے مکان کی چھت پر کچھ دیکھنے کے لیے چڑھا ہوا تھا، کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے تین رفقا چلے آ رہے ہیں۔ چٹانوں کے گہرے رنگ کے پس منظر میں نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ کے نئے سفید کپڑے [راہِ ہجرت میں ایک صحابی کی جانب سے ہدیہ میں ملنے والے] دھوپ میں بے تحاشا چمک رہے اور ایک شان دکھا رہے تھے؛ اُس نے صحیح اندازہ لگا لیا کہ یہ کون ہو سکتے ہیں۔ اُس نے بے خود ہو کر نہایت بلند آواز سے کہا: قائلہ کے بیٹو! وہ آ گئے ہیں، تمھاری وہ امیدیں بر آئیں، جس کی تم آس لگائے تھے۔ یہ سنتے ہی آبادی میں بسنے والے مرد، عورتیں اور بچے ایک سیلِ رواں کی صورت میں نکل آئے۔ مرد ہتھیاروں کی طرف دوڑے، عربوں کی روایت تھی کہ کسی محترم و مکرم شخصیت کا استقبال ہتھیاروں سے سج کر کرتے اور اُسے ہتھیاروں کے سائے میں اپنے یہاں لاتے، چناں چہ رواج کے مطابق ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر اپنی بساط بھر شایانِ شان استقبال کیا۔

اس کے ساتھ ہی قبا کے باشندے اور بنو عمرو بن عوف بھی خوشی میں تکبیر بلند کرتے سُنے گئے۔ یوں سارے مسلمان اُس شخص کی آمد کی خوشی میں اللہ کی تکبیر بیان کرتے ہوئے نکل آئے، جس کو اُنھوں نے زمین پر خالقِ ارض و سما کا نمایندہ تسلیم کر لیا تھا۔ وہ جسے چند روز قبل قریش کے سورماؤں کی بارہ تلواریں قتل کرنے کے لیے بے چین تھیں، جس کی اُس کے اپنے شہر میں قدر نہیں کی گئی تھی، آج وہ ایک دوسرے پرائے شہر میں اُس شہر والوں کا مذہبی اور سیاسی لیڈر ہی نہیں اُن کی مملکت کا سربراہ بن کر: راہ میں ایک بدّو کو

وقت کی سب سے بڑی طاقت، فرماں روائے ایران کے کنگن پہنائے جانے کا وعدہ کر کے، داخل ہو رہا تھا؛ اللہ، اللہ!!

بعض روایات کے مطابق اس موقع پر رسول اللہ ﷺ پر سکینت چھائی اور یہ آیت نازل ہوئی: فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ(٦٦: ٤)"اللہ آپ کا مولیٰ ہے اور جبریل علیہ السلام اور صالح مومنین بھی اور اُن کے ساتھ فرشتے بھی آپ کے مددگار ہیں۔" یہ آیہ مبارکہ سنہ ٨ ہجری میں نازل ہونے والی سُوْرَةُ التَّحْرِيْم میں چوتھی آیت کے طور پر نبی ﷺ نے اللہ کے حکم سے درج کروائی۔ اِس پر اِن شاء اللہ ٨ ہجری میں ہی گفتگو ہو سکے گی، اِس موقع پر نازل ہونے والی آیہ مبارکہ کا مقصودِ بیان بہت واضح ہے کہ یہ ساری کام یابی و کام رانی صرف اور صرف اُسی ایک آقا و مولیٰ کی عنایت ہے، اُسی نے مومنین کے دلوں کو آپؐ کی طرف مائل کر دیا ہے اور اُسی ربِّ جبرئیلؑ نے تمام کارکنانِ قضا و قدر کو آپؐ کی مدد و پشت پناہی کے لیے مامور کر دیا ہے۔

استقبال کے لیے آنے والے لوگوں سے ملنے کے بعد آپؐ داہنی جانب مڑے، اور بنو عمرو بن عوف کی بستی میں تشریف لائے۔ جیسا کہ ابو بکرؓ، استقبال کے لیے آنے والوں کا کھڑے ہو کر استقبال کر رہے تھے۔ یثرب کے جو مسلمان آتے تھے، وہ سیدھے ابو بکرؓ کو سلام کرتے اور آپؓ کو ہی رسول اللہ گمان کرتے، کیوں کہ اُنھوں نے جس کی رسالت کا کلمہ پڑھا تھا ابھی تک اُس کو دیکھا نہیں تھا۔ سورج بلند ہوا اور رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آگئی تو ابو بکرؓ نے چادر تان کر آپ ﷺ پر سایہ کیا۔ تب لوگوں نے پہچانا کہ چادر تانے ہوئے جو شخص ہے وہ آپؐ کا رفیق ہے اور اُس کی چادر کے سائے میں جو تشریف فرما ہیں وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ کے استقبال اور دیدار کے لیے سارا یثرب چلا آیا تھا۔ یہ ایک عظیم یادگار دن تھا، مدینے کے یہود بھی دیکھنے آئے تھے۔ آج اُنھوں نے بھی حبقوق نبی کی اس بشارت کا مطلب بہ چشمِ سر پا لیا تھا کہ "اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔"

قبا پہنچنے پر نبی ﷺ کا پہلا عام خطاب اور ایک یہودی عالم کا قبولِ اسلام

رسول اللہ ﷺ نے استقبال کے لیے آنے والوں سے ایک مختصر خطاب میں فرمایا: يا أيها الناس:

أفشوا السلام، وأطعموا الطعام، وصِلُوا الأرحام، وصلّوا بالليل والناس نيام، تدخلوا الجنة بسلام رواه أحمد والترمذی والحاکم، وصححه الترمذی والحاکم ووافقه الذهبی. اے لوگو، ایک دوسرے کو امن و سلامتی کی دعا دیا کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، رشتوں کا احترام کرو اور اُن اوقات میں اللہ کی عبادت کیا کرو کہ جب لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں؛ ایسا کرو گے تو امن و امان سے جنت میں داخل ہو گے۔

یہ ہدایت آموز کلمات سن کر حصین بن سلام کو، جو یہود کے بڑے عالموں میں سے ایک عالم تھے، تورات پر بڑا عبور رکھتے تھے: آپؐ کو دیکھنے کے لیے جمع ہونے والے لوگوں میں شامل تھے، یقین کر گئے کہ یہ وہی آخری نبی ہیں جن کی بعثت کی پیشین گوئیاں صحائفِ قدیمہ میں درج ہیں، اور کہا کہ یہ چہرہ ایک جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ دوسرے روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور آپؐ سے چند ایسے پیچیدہ مسائل دریافت کیے، جن کے بارے میں اُن کا خیال تھا کہ ایک سچا نبی ہی اُنھیں صحیح بیان کر سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا اطمینان بخش جواب دیا، تو عرض کیا: یارسول اللہ! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں. نبی ﷺ نے ان کے قبول اسلام پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حصین بن سلام کو تبدیل کر کے اُن کا اسلامی نام عبداللہ بن سلام رکھا۔ عبداللہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ میری قوم بڑی بدطینت ہے، یہ سن کر کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، مجھ پر طرح طرح کے بہتان باندھیں گے۔ اس لیے میرے اسلام قبول کرنے کی خبر اُنھیں دینے سے پہلے اُن سے دریافت کر لیں کہ وہ میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے اکابرین کو بلوایا، جب وہ آگئے تو آپؐ نے فرمایا: تم توریت میں ایک آنے والے نبی کی نشانیاں پڑھتے ہو اور جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمھارے سامنے دین حق پیش کرتا ہوں تاکہ اُسے قبول کر کے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں حاصل کرو۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں مانتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ حصین بن سلام تمھاری قوم میں کیسے ہیں؟ یہودیوں نے بہ یک آواز جواب دیا کہ وہ ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں، وہ ہمارے عالم کے بیٹے ہیں، وہ ہم میں سب سے اچھے اور سب سے بہتر کے فرزند ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو کیا تم بھی تصدیق کرو گے۔ یہودی ناک بھوں چڑھا کر بولے اللہ انھیں آپؐ کی حلقہ بگوشی سے محفوظ رکھے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ آپؐ نے عبداللہ بن

سلامؓ کو سامنے آنے کا حکم دیا. وہ آئے اور یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے اعیان قوم! اللہ واحد سے ڈرو اور اللہ کے رسول محمدؐ پر ایمان لاؤ، بلا شبہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں!

یہود غم و غصہ سے دیوانے ہو گئے. اور چیخ چیخ کر کہنے لگے. یہ شخص (عبد للہ بن سلامؓ) ہم میں سب سے برا اور سب سے برے کا بیٹا ہے. ذلیل بن ذلیل اور جاہل بن جاہل ہے. عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول، آپؐ نے اِن کی اخلاقی حالت دیکھ لی، مجھے اِن لوگوں سے اسی افتراء پردازی کا اندیشہ تھا. [بعض مورخین نے عبد اللہ بن سلامؓ کے اِس قبولِ اسلام اور یہود کے سامنے اعلان کے تذکرے کو آپؐ کے مدینہ میں ابو ایوب انصاریؓ کے گھر پر ہونا بیان کیا ہے، واللہ اعلم]

اہلِ قبا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی میزبانی کا شرف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رفیق ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبا میں قبیلہ اوس کے خاندان بنی عمرو کے ایک عمر رسیدہ بزرگ جناب کلثوم بن ہدمؓ کے مکان میں قیام فرمایا۔ اس سے قبل زیدؓ اور حمزہ رضی اللہ عنہما بھی اِن کی میزبانی سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔ بعض روایات کے مطابق اوس کے ساتھ خزرج کو برابر کی اہمیت اور اُن کی دل جوئی کی خاطر یثرب سے نزدیک تر، سنہ نامی گاؤں میں آپؐ کے رفقا کو ایک خزرجی خاندان میں ٹھہرایا گیا۔ ادھر مکّے میں علیؓ بن ابی طالب نے رسول اللہؐ کے پاس جمع امانتیں اُن کے مالکوں تک پہنچائیں اس کام میں تین دن لگ گئے پھر آپ پیدل ہی مدینہ کی جانب چل پڑے اور قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلثوم بن ہدمؓ کے مکان پر جا لیا، یوں علی رضی اللہ عنہ بھی سفرِ ہجرت کا ایک حصہ اُس وقت سے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے بستر پر سلایا تھا، امانتوں کی واپسی بھی سفر ہجرت کے پروجیکٹ کا حصہ تھی۔

قباء میں لگے دربارِ نبوت میں سلمان فارسیؓ کا آنا اور قبولِ اسلام

قباء کی وادی میں، جہاں رسولِ اکرم یثرب میں داخلے سے قبل ٹھہرے ہوئے تھے، ایک یہودی کا کھجوروں کا باغ تھا، جس میں سلمان نامی ایک غلام تھا، جو ایران کے شہر اصفہان کے ایک گاؤں روزبہ میں پیدا ہوا تھا، اُس کے والد کا تعلق زرتشتی مذہب سے تھا۔ اُس کے تلاشِ حق میں ملکوں ملکوں سرگرداں رہنے، غلام بننے، اور اسلام قبول کرنے کی داستان بڑی عجیب اور ایمان افروز ہے، اُس نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک بڑے ہی کڑے وقت میں اسلام کی ایسی مدد کی کہ یہود و مشرکین کی مدینے کو اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی

سے مٹانے کی آرزائیں خاک میں مل گئیں۔ یہ شخص نبی ﷺ کے قیامِ قباء کے دوران مشرف بہ اسلام ہوا، اِن کے ایمان واسلام کی تفصیل کا اس جگہ موقع نہیں، مختصراً قباء کی تفصیلات کے حوالے سے کچھ باتیں درج ہیں۔

آپ کئی زبانیں جانتے تھے اور مختلف مذاہب کا علم رکھتے تھے۔ عیسائیت سے اُن کی شناسائی ہوئی اور اُنھوں نے اُسے اختیار کر لیا۔ نبی ﷺ کے بارے میں مختلف مذاہب کی پیشین گوئیوں کی وجہ سے وہ اس انتظار میں تھے کہ اُس نبی کا ظہور ہو تو وہ اُس پر ایمان لے آئیں۔ عموریہ میں ایک عیسائی راہب نے انھیں بتایا کہ ایک سچے نبی کی آمد، جس کا تذکرہ آسمانی کتبِ قدیمہ میں ہے بہت قریب آگیا ہے۔ اس راہب نے اس نبی کا حلیہ، اُس کی تین نشانیاں اور ان کے ظہور کی جگہ کی نشانیاں بھی بتادیں جو وادیٔ القرہ [یثرب] کے اوپر صادق آتی تھیں، چناں چہ اُنھوں نے یثرب جانے کی کوشش شروع کر دی۔ یثرب کے راستے میں ان کو عرب بدوؤں کے ایک گروہ نے دھوکے سے یثرب پہنچانے کے بہانے لوٹ لیا اور یثرب کے ایک یہودی کے ہاتھ غلام بنا کے بیچ دیا۔ اِس یہودی کے ہم راہ سلمان فارسی یثرب پہنچ گئے اور اس یہودی کے باغ میں سخت محنت پر مجبور کیے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد اُس یہودی نے آپ کو کھجوروں کے باغ کے ایک مالک، اپنے ایک رشتہ دار بنی قریظہ کے ایک دوسرے یہودی کو بیچ دیا۔ اس طرح آپ قباء کے بہت نزدیک پہنچ گئے۔ سلمانؓ نے جیسے ہی اس سرزمین کی خصوصیتیں دیکھیں تو اُنھیں یقین ہو گیا کہ بلا شبہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ کے رسول کو آسمانی کتب کی پیشین گوئیوں کے مطابق ہجرت کر کے آنا ہے۔

سلمانؓ کے اس نئے مالک کا ایک رشتے کا بھائی قباء میں رہایش پذیر تھا۔ جس روز رسول اللہ ﷺ قباء پہنچے، یہ یہودی اُسی روز، دن ڈھلے نبیؐ کی آمد کی خبر لے کے یثرب آ گیا۔ اُس کا بھائی کھجور کے ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور سلمانؓ اسی درخت کی چوٹی پر کام کر رہے تھے۔ اُنھوں نے آنے والے کو کہتے سنا کہ اللہ کی لعنت قائلہ کے بیٹوں پر وہ تو سارے کے سارے قباء میں اُس شخص کی محبت کے اسیر ہو گئے ہیں جو آج ہی مکہ سے اِن کے پاس پہنچا ہے، اُس کا دعویٰ ہے کہ وہ رسول ہے۔ آخری جملے نے سلمان کا دل اس یقین سے بھر دیا کہ اللہ نے اُس کی تلاشِ حق کی آرزو پوری کر دی ہے اور وہ جلد ہی اُس نبی موعود کو دیکھ لے گا، جس کے لیے اُس نے اپنے والدین، وطن، مال اور آزادی سمیت ہر چیز کی قربانی دی۔ اس خبر کا اُس پر اتنا اثر ہوا کہ جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، اِس خوف سے کہ وہ کہیں درخت سے نیچے ہی نہ گر پڑیں، وہ درخت سے نیچے اُترے

اور قباء سے آنے والے یہودی پر سوالات کی بارش کر دی۔ اِن کے آقا نے ناراض ہو کر انھیں اپنے کام سے کام رکھنے کو کہا۔ لیکن کام سے فارغ ہوتے ہی اُنھوں نے بچا ہوا کھانا اُٹھایا اور چپکے سے قباء کی جانب چل دیے، جب وہ رسول اللہ کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اپنے اصحاب میں گھرے ہوئے تھے۔ سلمان رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچے اور آپؐ کو کھانا پیش کر کے خاص طور پر جتایا کہ یہ خیرات کا کھانا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ کھانا دے دیا لیکن خود اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ آنے والے نبی کی پہلی نشانی کو، جو اُسے عموریہ کے راہب نے بتائی تھی سلمانؓ نے پورا پایا کہ وہ خیرات کو استعمال نہیں کرے گا۔

۲۱ تا ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء منگل، بدھ اور جمعرات

دوسرے روز وہ ہدیہ لے کر آئے جسے آپؐ نے قبول کر لیا اور اسی طرح تیسرے دن شانوں کے درمیان پشت پر مُہرِ نبوت بھی دیکھ لی اور ایمان لے آئے۔ غزوہ احزاب کی تیاریوں کے دوران جب انھی سلمانؓ کی تجویز پر خندق کھودی جا رہی تھی تو اِن کی جاں فشانی کو دیکھ کر انصار نے کہا کہ یہ انصار ہیں کیوں کہ اِن کا تعلق مدینے سے تھا، نہ قریشی تھے نہ مکہ سے اور کوئی تعلق۔ مہاجرین نے کہا کہ یہ تو ہم مہاجروں میں سے ہیں کیوں کہ نہ یہ اوس سے تھے نہ خزرج سے بلکہ باہر سے آئے ہوئے ایرانی تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہ میرے اہلِ بیت میں سے ہیں! سبحان اللہ!

قباء میں مسجد کی تعمیر

رسول اللہ ﷺ نے کلثوم بن ہدمؓ کے یہاں جمعہ کی صبح تک قیام فرمایا، اسی دوران مسجدِ قبا کی بنیاد رکھی، اور اس میں نماز بھی پڑھی۔ یہ آپؐ کے مبعوث ہونے کے بعد تعمیر کی گئی پہلی مسجد ہے۔ قرآن نے آنے والے ایّام میں شہادت دی کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ اس تعمیرِ مسجد میں اشاعتِ اسلام اور احیائے دین کی تحریکات کے لیے ایک بڑا سبق ہے، وہ یہ کہ دین کا کام جہاں کہیں بھی مستحکم کرنا مقصود ہو اور حالات اجازت دیں تو وہاں پہلا کام مسجد کی تعمیر ہونا چاہیے۔ ایسی اسلامی جماعتوں نے جنھوں نے مساجد کی تعمیر کو کسی بھی دوسرے کام کے مقابلے میں ثانوی حیثیت دی اشاعتِ اسلام یا احیائے دین کا قابلِ ذکر کام نہ کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ کی منزل اگرچہ یثرب تھی لیکن آپؐ نے اپنے قیام کو تین روز طول دیا یہاں تک کہ مسجد کی تعمیر ہو گئی، آپ نے وہاں نماز پڑھائی۔ اہلِ علاقہ سے انسیت حاصل کی اور اللہ نے عبداللہؓ بن سلام

اور سلمان فارسیؓ جیسے جلیل القدر ساتھیوں کو بہم پہنچایا۔

۲۴ ستمبر ۶۲۲ء جمعہ

قبا سے روانگی اور یثرب میں داخلہ

قبا میں تین روزہ قیام[۱۳۴] کے بعد، جب پہلا جمعہ آیا اور آپؐ نے علی الصبح یثرب جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو بنو عمرو بن عوف نے پوچھا: یا رسول اللہ: کیا ہم سے کوئی خفگی ہے جس کی وجہ سے آپؐ یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں؟ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ یہاں ہی رہایش اختیار فرمایئے۔ آپؐ نے جواب دیا کہ مجھے آگے جانے کا حکم ہوا ہے، چناں چہ آپ ﷺ حکم الٰہی کے مطابق یثرب کے لیے سوار ہوئے جس طرح پورے سفر ہجرت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اونٹ پر بطور ردیف بیٹھ کر سفر کرتے رہے تھے، بالکل اُسی طرح قبا سے بھی دونوں رفیق مدینے کی جانب روانہ ہوئے، ما شاء اللہ! ابو بکرؓ کے نصیب!

رسول اللہ ﷺ نے بنو النجار کو، جو آپؐ کے ماموؤں کا قبیلہ تھا اطلاع بھیج دی تھی۔ چناں چہ وہ تلوار حمائل کیے استقبال کے لیے حاضر تھے، اِن کی ہم راہی میں سرکارِ یثرب نے یثرب کا رخ کیا۔ یوں آپؐ وہاں سے مسلح حصار میں روانہ ہوئے، جب بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت آ گیا۔ آپ ﷺ نے بطن وادی میں اس مقام پر جمعہ پڑھایا جہاں اب مسجد ہے، نماز سے قبل آپ ﷺ نے جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا، اس خطبہ میں آپ ﷺ نے اللہ کی اطاعت اور اس کی فرماں برداری پر زور دیا اور نیک عملی کی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔ نمازِ جمعہ میں ایک سو مسلمان شریک تھے۔ یہ مسجد بعد میں "مسجد جمعہ" کے نام سے مشہور ہوئی، یہ اللہ کے رسولؐ کی امامت میں ادا ہونے والا تاریخِ اسلام کا پہلا جمعہ تھا[۱۳۵]، نماز

---

۱۳۴ کامل تین یوم ۷۲ گھنٹوں پر مشتمل ہوتے ہیں، آپؐ نے ۲۰ ستمبر کی دوپہر سے ۲۴ ستمبر کی صبح ۷ بجے تک قباء میں قیام کیا، یوں آپ کا قیام ۸۸ گھنٹے کے قریب ہوا یعنی تین دن سے کم و بیش ۱۶ گھنٹے زیادہ۔ اِس لیے مورخین قیام قباء کو چار دن بھی گنتے ہیں، تخمینِ ایام کا ایک معیاری اصول یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ کتنی راتیں گزاری گئیں؟ چوں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے قباء میں تین راتیں بسر کیں، اِس بنا پر ہم نے اِس کو تین یوم گنا ہے۔

۱۳۵ رسول اللہ ﷺ کے یثرب آنے سے قبل نماز کے ایک ہفت روزہ اجتماع کی تجویز اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھی جسے آپؐ نے قبول فرمالیا تھا، یوں یثرب میں نمازِ جمعہ کا آغاز ہو گیا تھا، جس کی امامت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ مکہ چوں

سے فارغ ہو کر آپؐ یثرب کی جانب بڑھ گئے۔

جمعہ کے بعد نبی ﷺ یثرب میں داخل ہوئے اور اسی دن سے اہلِ یثرب نے اس سعادت کے ملنے پر اپنے شہر کا نام یثرب سے تبدیل کر لیا، اب یہ مدینۃ الرسول یا مدینۃ النبی بن گیا۔ جسے مختصراً مدینہ کہا جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا مکی دور ختم ہو جاتا ہے اور مدنی دور شروع ہوتا ہے۔ اسلام کی تاریخ میں، نبیوں کی تاریخ میں، ایّام اللہ میں یہ ایک انتہائی عظیم دن تھا۔ مدینۃ النبی کی گلیاں اور چوک، اللہ کی حمد و کبریائی اور شکر کے کلمات سے گونج رہے تھے اور انصار کی بچیاں خوشی و مسرت سے اشعار کے نغمے بکھیر رہی تھیں۔

چشمِ فلک نے اس سے قبل کسی شخصیت کی محبوبیت و مقبولت کی یہ شان نہیں دیکھی تھی اور روئے زمین پر اس سے پہلے کسی پر والہیت و شیدائیت کے ایسے پھول کبھی نچھاور نہیں کیے گئے تھے! یثرب کی فضا کو اس سے قبل کبھی ایسا پر بہار اور پر رونق کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ سیّدنا انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی دن، اس دن سے زیادہ روشن اور حسین نہیں دیکھا، جس دن رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ یثرب میں داخل ہوئے۔

اس دن کی شادمانی کی اِن ساری سرگرمیوں کے ساتھ مدنی دور کا آغاز ہو جاتا ہے، جس کی تفصیلات کا آغاز ان شاء اللہ العزیز ہم اگلی جلد کے پہلے باب سے کریں گے۔

☆☆ وماتوفیق ی الا باللہ ☆ ☆

کہ دار الکفر تھا اور وہاں اعلانیہ اس طرح کے اجتماع کے انعقاد پر کفار کی جانب سے شدید مزاحمت اور بدامنی کا امکان تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو پہلے جمعہ کا موقع مکہ سے باہر نکل کر قبا سے یثرب کے راستے میں ملا۔